شمارہ نمبر26

اکتوبر2025ء

لجنہ اماء اللہ

غائشہ

سوئٹزرلینڈ

ایمان کی تعریف

بحوالہ سورت البقرہ کی آیت 178

اللہ کی لونڈیاں

بزبان قرآنِ کریم

لجنہ اماء اللہ

کے جھنڈے کا مطلب

WWW.LAJNA.CH

فرعون کی بیوی کی دعا:

”اے میرے ربّ! میرے لئے اپنے حضور جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچالے اور مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات بخش۔“

(سورۃ التحریم، آیت 12)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ششماہی عائشہ میگزین

لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلہ

اکتوبر 2025ء، شمارہ نمبر 26

فہرست مضامین

✷	قرآن کریم	3
✷	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	4
✷	ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	5
✷	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ	6
✷	ایمان کی تعریف بحوالہ سورت البقرہ کی آیت 178	9
✷	اللہ کی لونڈیاں بزبان قرآنِ کریم	12
✷	لجنہ اماء اللہ کے جھنڈے پر بنی کھجوروں کے تین درخت کا مقصد اور انکی معنوی اہمیت	17
✷	رپورٹ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ 2025	19
✷	رپورٹ نیشنل تربیتی کلاس لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ	21
✷	لطیفے اور دلچسپ پہیلیاں	23
✷	گاجر کا حلوہ	25

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ششماہی عائشہ میگزین

لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلہ

اکتوبر 2025ء، شمارہ نمبر 26

عائشہ ٹیم

زیرِ نگرانی	محترمہ ڈاکٹر زیتون قاضی صاحبہ، نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ
مدیرہ جرمن حصّہ	محترمہ عائشہ احمد محمود صاحبہ
مدیرہ اردو حصّہ	محترمہ شوکت کھوکھر صاحبہ
کتابت اور ڈیزائن	محترمہ عابدہ رفیق کاظمی صاحبہ محترمہ عائشہ احمد محمود صاحبہ
ترجمانی	محترمہ قراۃ العین باجوہ صاحبہ محترمہ عائشہ احمد صاحبہ
پروف ریڈنگ اردو حصّہ	محترمہ شوکت کھوکھر صاحبہ محترمہ قدسیہ میاں صاحبہ
پروف ریڈنگ جرمن حصّہ	محترمہ شانین خان صاحبہ
فائنل پروف ریڈنگ	مکرم و محترم عبد الوہاب طیب صاحب، مربی سلسلہ عالیہ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ مکرم و محترم فہیم احمد خان صاحب، مربی سلسلہ عالیہ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ

Der Heilige Qur-ân

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡہَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰ
خِرِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَالۡکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنَ
وَابۡنَ السَّبِیۡلِ ۙ وَالسَّآئِلِیۡنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ۚ وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَہۡدِ
ہِمۡ اِذَا عٰہَدُوۡا ۚ وَالصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا ؕ وَ
اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ۔ (سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ،178)

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے۔ جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متّقی ہیں۔

Hadith-e-Nabwi[saw]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ — أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ — شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ

(مسلم کتاب الایمان باب بیان عدد شعب الایمان 43)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان کی ستر سے کچھ اوپر یا فرمایا ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ اس کی سب سے افضل شاخ **لا الٰہ الا اللہ** کا اقرار کرنا اور سب سے عام راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

← یہ حدیث اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ ایمان صرف عقیدہ یا قول تک محدود نہیں بلکہ عمل اور اخلاق میں بھی ظاہر ہونا چاہیے۔ ایمان کا سب سے بلند درجہ توحید کا اقرار ہے، جب کہ اس کا ایک چھوٹا درجہ بھی معاشرتی بھلائی ہے — جیسے راستے سے نقصان دہ چیز ہٹانا۔ اور حیا یعنی شرم و حیاء ایمان کا ایک بنیادی جزو ہے۔

ایمان کی تازگی

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”---“

”اصل میں انسان کے ایمان کی تازگی اسی وقت شروع ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ ہی پر ایمان لاتا ہے۔ اسی وقت اس کے گناہ دور ہونے لگتے ہیں۔ حقیقی ایمان جب تک پیدا نہیں ہوتا گناہ کے زہر سے انسان بچ نہیں سکتا۔ میرے نزدیک ایمان کی شناخت کا یہی بڑا معیار ہے اور ہر شخص اپنے ایمان کو اس پر آزما سکتا ہے۔ اس لیے دلیل ظاہر ہے کہ جو لوگ سمّ الفار کو زہر سمجھتے ہیں وہ اسے نہیں کھاتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ اس کو کھا کر ہلاک ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر گناہ بھی ایک زہریلا پھل ہے جسے کھاتے ہی انسان مر جاتا ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو تو انسان اس پھل کے نزدیک جانے سے ڈرتا ہے۔ اس پر اس کی ہلاکت کی تاثیروں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بے حیائی اور کھلی بدکاری کی بیماری جو دنیا میں پھیل رہی ہے یہ دہریت کے روگ سے شروع ہوئی ہے اور اس کی جڑ کفارہ کے جھوٹے فسانے ہیں۔“

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ، جلد ہفتم، صفحہ نمبر 174)

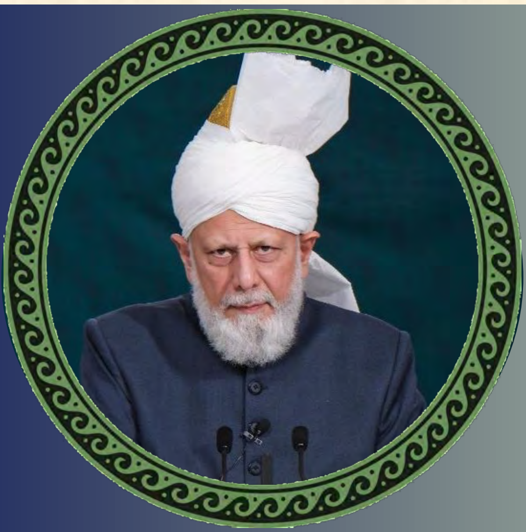

مالی قربانی اور کامل نیکی

خطبہ جمعہ 3/ جنوری 2025ء

فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 93 کی تلاوت کی اور فرمایا: اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

بِرّ اعلیٰ قسم کی نیکی اور کامل نیکی کو کہتے ہیں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ کامل نیکی تم اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربان نہ کرو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ نہ کرو۔ **پس ایک حقیقی مومن جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں رہتا ہے، نیکیوں کے وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے کرنی چاہئیں جو اس کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے والی ہوں۔**

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے مختلف جگہوں میں مختلف رنگ میں تلقین کی گئی ہے۔ مختلف نیکیوں کا ذکر کیا گیا ہے اور **اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کے خرچ کو بھی ایک نیکی قرار دیا گیا ہے۔**

اس آیت میں بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو بہت بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے اور فرمایا کہ جس مال یا جس چیز سے تم محبت کرتے ہو اگر وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تب یہ بڑی نیکی ہو گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر نیکی کا اجر دیتا ہے جو اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے کی جائے لیکن انسان کو مال سے کیونکہ محبت ہوتی ہے اس لیے اس کی طرف بھی خاص توجہ دلائی گئی ہے۔ پس ایمان اور سچی نیکی اور قربانی کے اعلیٰ معیار کا ایک معیار اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو مقرر فرمایا ہے جس کو تم پسند کرتے ہو جیسا کہ فرمایا اس محبت کے بغیر اصل نیکی وہی ہے کہ تم وہ چیز دو اللہ کی راہ میں جس سے تم محبت کرتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اسے قربان کر دیتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں بہت سی جگہوں پر وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں ”مال کے ساتھ محبت نہیں ہونی چاہیے“ آجکل کے زمانے میں تو خاص طور پہ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ فرمایا مال کے ساتھ محبت نہیں ہونی چاہیے۔ ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم ان چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جن سے تم پیار کرتے ہو۔

اگر آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ آجکل کے حالات کا مقابلہ کیا جاوے تو اِس زمانہ کی حالت پر افسوس آتا ہے کیونکہ جان سے پیاری کوئی شئے نہیں اور اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان ہی دینی پڑتی تھی۔“ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں۔ فرمایا کہ ”تمہاری

طرح وہ بھی بیوی اور بچے رکھتے تھے۔ جان سب کو پیاری لگتی ہے مگر وہ ہمیشہ اس بات پر حریص رہتے تھے کہ موقع ملے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کر دیں۔“

پھر آپؑ نے فرمایا کہ ”بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ نص صریح ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو؟“ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”کیا صحابہ کرام مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کو حاصل کرنے کے لیے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا ہے پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟“ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”**بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔**“

فرمایا ”خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔

مبارک ہیں وہ لوگ! جو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تکلیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 177-178)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ”دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علمِ تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے خواب میں ”کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دے دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لیے فرمایا۔ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ حقیقی نیکی کو ہر گز نہ پاؤ گے جب تک تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے کیونکہ مخلوقِ الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے...اور ابنائے جنس“یعنی اپنی قوم کے لوگوں ”اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔“نفع پہنچانے کے لیے تو قربانی کرنی پڑتی ہے۔ ”دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لیے ایثار ضروری شئے ہے اور اس آیت میں لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ پس **مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔“**

آپؑ نے فرمایا کہ ”ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی میں للہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 95-96۔ ایڈیشن 1984ء)

گھر کا سارا سامان لے کے حاضر ہو گئے۔

پھر آپ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ”مال سے محبت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔ یعنی تم بِر تک نہیں پہنچ سکتے“ اس حقیقی نیکی تک، کامل نیکی تک نہیں پہنچ سکتے ”جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جس کو تم عزیز رکھتے ہو۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 180)

جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ بِرّ اس نیکی کو کہتے ہیں جو اعلیٰ قسم کی ہو اور کامل نیکی ہو۔ پس یہ وہ راز ہے جسے آج جماعت احمدیہ کے افراد نے صحیح طور پر سمجھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت کا

یہ اثر ہے کہ آج تک یہ قربانی کے معیار ہم دیکھتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ معیار جو صحابہؓ نے قائم کیے پھر جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں آپؑ کے قریب رہنے والوں نے اور آپؑ کے صحابہ نے قائم کیا۔ پھر اس کے بعد خلافت کے دور میں ہر زمانے میں ہم یہ قربانیاں دیکھتے چلے آتے ہیں اور آج تک یہی قربانیاں ہمیں نظر آ رہی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے مالی قربانی کی بہت زیادہ تحریک فرمائی تھی اور اس بات کو آپؐ کے صحابہ نے سمجھا اور اس پر خوب عمل کیا۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہیے۔ ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ حدیث 73)

پس یہ معیار تھا جو آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہؓ میں قائم فرمانے کے لیے نصیحت فرمائی اور یہ قائم ہوا۔ ایک روایت میں آتا ہے جو حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا، وہاں محنت مزدوری کرتا، اسے اجرت کے طور پر ایک مُد اناج وغیرہ ملتا (یہ مُد ایک پیمانہ ہے چند کلو کے برابر) یا جو چیز بھی ملتی وہ اسے صدقہ کر دیتا۔ یہ کوشش ہوتی کہ ہم نے اس تحریک میں حصہ لینا ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے اور کما کے حصہ لینا ہے۔ یہ نہیں کہ کسی سے مانگ کے حصہ لینا ہے بلکہ محنت کر کے، کما کے حصہ لینا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے اب بعضوں کا یہ حال ہے، اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کا اتنا ان کو اجر دیا کہ اب ایک ایک لاکھ درہم ان کے پاس موجود تھے۔ جو مزدوری کر کے چندے دیا کرتے تھے وہ اب لاکھوں کے مالک ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ حدیث 1416)

تو یہ ہے قربانی کی وہ برکت۔ پس یہی وہ راز ہے جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں بھی اپنانے کی تلقین فرمائی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں نصیحت فرمائی کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اس میں سے خرچ کرو جس سے تمہیں محبت ہے۔ روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بعض دفعہ چندوں کی تحریک کرتے تھے تو صحابہؓ گھر میں جو کچھ ہوتا لے آتے اور مختلف چیزوں کے وہاں ڈھیر لگ جاتے۔

تو جماعتی ضرورت کے لیے چندے کی ضرورت ہوتی ہے، مال کی ضرورت ہوتی ہے، چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہمیشہ سے انبیاء کی جماعت نے اس کو سمجھا اور اپنے اپنے طور پر جس حد تک وہ لوگ قربانی کر سکتے تھے وہ انہوں نے کی۔

اللہ تعالیٰ اس سال میں ان سب طاقتوں کے منصوبے، طاقتور قوموں کے منصوبے بھی خاک میں ملا دے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ہم دنیا میں قائم ہوتا دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مالی قربانی اور کامل نیکی: وقف جدید۔ خطبہ جمعہ 3/ جنوری 2025ء– جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر

ایمان کی تعریف بحوالہ سورت البقرہ کی آیت 178

محترمہ راشدہ باجوہ صاحبہ، مجلس آرگاؤ

مسلمانوں کو نماز کیلئے پہلے بیت المقدس اور پھر خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ جو اسلام اور مسلمانوں کی عیب جوئی میں لگے رہتے تھے۔ انکو بہت شاق گزرا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے تحویل قبلہ کو لیکر مسلمانوں کے ساتھ شور و شغب اور اعتراضات کا مستقل موضوع بنا لیا۔ جس سے مسلمان دلگرفتہ ہو جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورت البقرہ کی آیت 178 نازل فرمائی۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى
حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ
وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ
وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ (سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ:178)

ترجمہ: ”نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے۔ جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے اقرباء کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متّقی ہیں۔“

اس آیت میں راہ مستقیم کی تعلیم کے چھ اہم طریق بتائے گئے ہیں۔
ایمان لانا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستحق افراد کو اپنا پسندیدہ مال دینا۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ عہد پورا کرنا۔ مصیبت، سختی اور جہاد میں صبر کرنا ہے۔

فرمایا ایمان مقدم ہے۔ پہلے ایمان لاؤ پھر اعمال صالحہ بجالاؤ۔ ایمان جڑ ہے اور اعمال شاخیں۔ جڑ شاخوں سے پہلے پنپتی ہے۔

ہم ایمان و اعتقادات اور عبادات و اعمال صالحہ پر یقین اور عمل کر کے ہی نجات دہندہ ہو سکتے ہیں۔

ایمان مفصل کی تفصیل

- مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ: جو اللہ پر ایمان لائے۔ ایمان میں سب سے اول اور اصل نیکی اللہ پر ایمان لانا کہ وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا اور تنہا تمام عیوب سے پاک ہے۔ اور تمام صفات باری تعالیٰ کو بغیر کسی تاویل کے تسلیم کرے۔
- وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ: اور آخرت کے دن پر ایمان لائے۔ آخرت کے روز اپنے تمام اعمال جوابدہی پر جزا و سزا کی صورت میں جنت و دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

- وَالْمَلٰٓئِكَةِ: فرشتوں پر ایمان لائے۔ کہ وہ لاتعداد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں اور فرمانبردار ہیں۔
- وَالْكِتٰبِ: اور کتابوں پر ایمان لائے۔ کہ جو بھی کتابیں یا صحیفے اللہ نے زمانے کی ضرورت کے مطابق نازل فرمائے۔ وہ برحق تھے۔ لیکن آخری کتاب یعنی قرآن کریم تا قیامت ہر زمانے کی ضرورت کو پورا کرنے والی ہے۔
- وَالنَّبِيّٖنَ: تمام انبیاء پر ایمان لائے۔ کہ وہ انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہیں۔ اللہ کی ذات وصفات اور احکامات انبیاء کے ذریعہ ہی انسانوں تک پہنچ پاتے ہیں۔

مال کا خرچ کرنا

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ: اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے۔

آیت کے اس حصے میں نیکی کا دوسرا طریقہ اللہ کی محبت میں اپنا پسندیدہ مال خرچ کرنے کے فضائل اور اسکے مصرف کا ذکر فرمایا ہے۔ رشتہ داروں۔ یتیموں۔ مسکینوں۔ مسافروں۔ سوال کرنے والوں غلاموں کی آزادی پر خرچ کرنا۔

رضائے الٰہی کی خاطر خرچ کرنے کے بارے میں ارشاد نبوی ہے: کہ جب تم تندرستی کی حالت میں ہو اور تمہیں خود مال کی ضروت ہو اور تنگدستی کا خوف بھی ہو اور مالداری کا اشتیاق بھی ہو تو مال خرچ کرنا ثواب کے لحاظ سے افضل ہے۔ (صحیح البخاری)

عبادات

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ: اور نماز قائم کرو۔ آیت کے اس حصے میں نیکی کے حصول کا زریعہ نماز قائم کرنا ہے۔ غرض نماز کا اصل مقصد اور کمال اس کو ارکان و فرائض اور شرائط کی پابندی سے قبلہ رخ ہو کر ادا کرنا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنا

وَاٰتَى الزَّكٰوةَ: اور زکوۃ کی ادائیگی کرنا۔ کہ مال پر جو زکوۃ واجب ہوا سے نصاب کے مطابق ادا کرے۔

معاملات

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا: اور جب وہ وعدہ کرتے ہیں تو اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ یہاں نیکی کا پانچواں طریق عہد کو پورا کرنا ہے۔ نہایت نازک اور مشکل حالات میں بھی اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔

اخلاقیات

وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ: اور مصیبت اور سختی اور جہاد کے وقت صبر کرنے والے ہیں۔

آیت کے اس حصہ میں نیکی کے چھٹے طریقے کا بیان ہے کہ فقر وفاقہ میں ہوں یا نقصان و بیماری کی بدحالی میں یا راہ خدا میں جنگ و جدل کی مشکل ترین سختیاں ہوں، ان تینوں حالتوں میں بسا اوقات ثابت قدم رہنا نہایت کٹھن اور صبر آزما ہوتا ہے۔ لیکن جو ان پر صبر سے استقامت پذیر رہے اور اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو خوشخبری سناتا ہے کہ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ: یہی لوگ سچے اور یہی لوگ متقی ہیں۔

صدق دل سے ایمان لانے والے، صحیح عقائد رکھنے والے، صدقات کا اہتمام کرنے والے، پابند صوم و زکوۃ اور عہد، نیک اعمال بجالانے والوں کو ہی راست باز مومن اور متقی قرار دیتا ہے۔

ایمان اور اسکے احکامات و ثمرات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوات والسلام اپنی کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام میں فرماتے ہیں:

”بھائیو۔ یقینا سمجھو کہ نجات ایمان سے وابستہ ہے اور ایمان امور مخفیہ سے وابستہ ہے۔ اگر حقائق اشیاء مستور نہ ہوتے تو ایمان نہ ہوتا اگر ایمان نہ ہوتا تو نجات کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ ایمان ہی ہے جو رضائے الٰہی کا وسیلہ اور مراتب قرب کا زینہ اور گناہوں کا زنگ دھونے کیلئے ایک چشمہ ہے۔ ایمان سے صرف آخری نجات نہیں بلکہ ایمان کی برکت سے دنیا کے عذابوں اور روح کے تحلیل کرنے والے غم وہم۔ سخت گھبراہٹ اور کرب و قلق کے طوفانوں سے مومن کو کامل

نجات ملتی ہے اور وہ مطمئن اور خوش ہو جاتا ہے۔ نیز فرمایا: اے ایمان کیا ہی تیرے ثمرات شریں ہیں اور کیا ہی تیرے پھول خوشبودار ہیں۔ سبحان اللہ! کیا عجب تجھ میں برکتیں ہیں۔ کیا ہی خوش نور تجھ میں چمک رہے ہیں۔ کوئی ثریا تک نہیں پہنچ سکتا مگر وہی جس میں تیری کشش ہو۔"

پس آیت مذکورہ میں دین کے تمام شعبوں کے اصول کا اجمالی خاکہ اور بلیغ اشارات سے ہر ایک کی اہمیت کا درجہ بھی واضح کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اخلاقی قوتوں کی تربیت کروں"

(حضرت مسیح موعودؑ)

پھر ایک جگہ آپ نے اپنی آمد کا مقصد یہ بھی فرمایا کہ:

"میں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اُس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے۔ اُس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اُس کو ملے۔ گناہ سے لذّت پانے کی بجائے اُس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانے میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچا دے اور یہ فطرت اُس میں پیدا کرے۔ ہم کسی خاص مذہب پر کوئی افسوس نہیں کر سکتے۔ یہ بلا عام ہو رہی ہے اور یہ وبا خطرناک طور پر پھیلی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے، بلکہ ملائکہ کا مسجود ہو تا ہے۔" یعنی فرشتے بھی اُس کو سجدہ کرتے ہیں۔ "نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تباہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں، خدا کا خوف اُٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ایسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا ہے۔ اُس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اُس کو ستایا جاتا اور دُکھ دیا جاتا ہے لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے۔ اسی طرح اس زمانے میں خدا نے مجھے مامور کیا اور اپنی معرفت کا نور مجھے بخشا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 493-494 ایڈیشن 2003ء)

اللہ کی لونڈیاں بزبان قرآنِ کریم

محترمہ منصورہ فرحت صاحبہ، مجلس بازل

عربی زبان میں جو ہمارے اعتقاد میں الہامی زبان ہے اس میں عورت کو مرأۃ یا امرأۃ کہتے ہیں اور مرءٌ مرد کو کہتے ہیں۔ اسی لفظ پر غور کرنے سے ہمیں عورت کا کام اور انسانیت میں اس کا درجہ معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ الفاظ جس مادہ سے بنے ہیں اس کے معنوں میں عمدگی خوبی اور بدیوں سے بچنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مرءٌ کے معنے ہوئے وہ مؤنث عورت جو خوبیوں اور طاقت والی ہے اور بدیوں سے اپنے آپ کو بچانے والی ہے۔ اور یہی دو باتیں ہیں کہ جو انسان کو دیگر مخلوقات سے جدا اور ممتاز ثابت کرتی ہیں کیونکہ ملائکہ گو ایسی ہستیاں ہیں جو خوبیاں رکھتی ہیں لیکن وہ بدیوں سے بچنے والی نہیں کیونکہ ان میں بدیوں کے کرنے کی طاقت نہیں۔ پس یہ نام جو مرد انسان اور عورت انسان کو دیا گیا ہے نہایت ہی لطیف اور ان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔

اب ان ہر دو معنے کو ہم ذہن نشین کر لیں یہ سمجھ لیں کہ یہی دو امور عورت کا نصب العین ہونا چاہئے۔

- وہ مؤنث جو خوبی اور طاقت رکھنے والی ہو
- جو ہر قسم کی بدیوں سے اپنے آپ کو بچانے والی ہو۔

اللہ تعالیٰ کو اول وآخر سمجھتے ہوئے اس پر بھروسہ کرنے، بساط بھر تدابیر اور کوشش کے بعد نتائج اس کے سپرد کر دینے اور اپنی سب خواہشات کو اس کی رضا کے ساتھ ہم آہنگ کر لینے کا نام توکل علی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عمل صالح میں مذکر ومؤنث، علاقے، نسل اور رنگ وغیرہ کسی قسم کا امتیاز نہیں رکھا۔ تاریخ انسانیت میں جہاں انبیاء کرام سبھی مرد تھے وہیں پر ہمیں نظر آتا ہے کہ عورتوں نے بھی اس الٰہی کام میں ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ ہمیں انبیاء کرام کی تاریخ میں توکل علی اللہ کی بہت عالیشان مثالیں نظر آتی ہیں۔ اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ کو توکل علی اللہ کے معراج کی تفہیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے "جے توں میرا ہو رہیں تے سب جگ تیرا ہو" اور

"اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ"

کے الہامت میں دی گئی ہے اور آپؑ کے ایک ارشاد میں توکل کی بڑی جامع اور مختصر تعریف بیان کی گئی ہے کہ

"توکل ایک طرف سے توڑ اور ایک طرف جوڑ کا نام ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۵۴،۵۵۵)

تعلق باللہ کی بنیاد دل پر ہے۔ وہی مذہب سچا ہو سکتا ہے جو انسان سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ادب کو سب چیزوں کی محبت، سب حاکموں کے ادب پر فوقیت دے اور خدا کی رضا کے لئے سب چیزوں کو قربان کرنا پڑے تو کر دے۔

دنیا میں تمام انبیاء کرام مرد تھے لیکن تاریخ میں ہمیں بہت سی ایسی خواتین کا بھی ذکر ملتا ہے جو اپنے توکل علی اللہ، پاکبازی، دینی ودنیاوی علم، میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں تھیں۔ جن میں سے کچھ خواتین مبارکہ کا ذکر ہمیں قرآن میں ملتا ہے جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

بنت حوا قرآن پاک میں

سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدمؑ کے ساتھ ہی ان کی زوجہ مطہرہ حضرت حوا کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت حوا نے تمام مشکلات اور آزمائشوں میں آپؑ کا ساتھ دیا۔

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہمیں حضرت حاجرہ کا ذکر ملتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کا معیار اعلیٰ اخلاق و ایمانی صفات ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(سورہ النحل آیت نمبر ۹۸)

ترجمہ: مرد یا عورت میں سے جو بھی نیکیاں بجالائے بشر طیکہ وہ مومن ہو تو اسے ہم یقیناً ایک حیات طیبہ کی صورت میں زندہ کر دیں گے اور انہیں ضرور ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

اگر ہم تاریخ پر نظر ڈالیں تو حضرت حاجرہ کا کردار ہمیں ایک بہت باہمت، خود دار، اپنے بزرگ نبی کی اطاعت گزار بیوی، اور اللہ پر کامل توکل والی خاتون کے طور پر ملتا ہے۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت حاجرہ کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں ایک معصوم شیر خوار بچے کے ساتھ تنہا چھوڑا اس وقت اس اللہ پر کامل توکل کی دیوی نے حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کرنے پر کہ کیا آپ اللہ کے حکم پر ایسا کر رہے ہیں تو اس پر بے ساختہ جواب دیا کہ پھر وہ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس موقع پر حضرت حاجرہ نے اللہ پر کامل توکل کا ایک ایسا نمونہ دکھایا کہ ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ درد و غم کی وجہ سے بار بار مڑ کر دیکھتے جاتے تھے۔ گویا حضرت حاجرہ نے جو صبر کا نمونہ دکھایا وہ حضرت ابراہیمؑ کے نمونہ سے بڑھ کر تھا۔

یہ الفاظ بظاہر تو بہت معمولی ہیں لیکن ان الفاظ میں اپنے پیارے اللہ سے محبت اور کامل توکل کا اظہار نظر آتا ہے۔ ہم اگر ایک لمحے کو سوچیں کہ یہ الفاظ جب حضرت حاجرہ کے منہ سے نکلے اس وقت کیا حالات تھے۔ ایک ایسی جگہ جہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہیں، کوئی جاندار نظر نہیں آرہا، محبت کرنے والا خاوند تنہا چھوڑ کر جا رہا ہے۔ ان حالات کو سوچ کر ہی جھرجھری آجاتی ہے۔

ایسے حالات میں اس طرح کے توکل کا اظہار کوئی معمولی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن ان الفاظ کی گہرائی کو وہی انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے جس کا دل ایمان سے لبریز ہو کیونکہ وہی شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب کوئی اللہ سے پیار اور محبت اور توکل کا اظہار کرے تو جواب میں اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس سے پیار کا جواب دیتا ہے اور خود پھر اس کا حامی و ناصر ہو جاتا ہے۔

حج کے تمام شعائر کو اگر دیکھا جائے تو یہ حضرت ابراہیمؑ، ان کے نبی لخت جگر حضرت اسماعیلؑ اور پاکباز بیوی حضرت حاجرہ کی قربانی کی یاد دلاتی ہے۔ ایک ماں کا پانی کی تلاش میں بیقرار ہو کر صفا و مروہ کے درمیان چکر لگانا جو خدا کو اتنا پسند آیا کہ قیامت تک اس کو حج کا ایک رکن بنا دیا۔

جب تک لوگ عبادت اور مناسک حج و عمرہ کے طور پر صفا و مروہ کی سعی کرتے رہیں گے یہ حضرت حاجرہ کی عزت اور رفعت شان کے طور پر یہ قصہ ان کے سامنے تازہ ہوتا رہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مومن دو عورتوں کی مثال دی ہے جو نبی نہیں تھیں لیکن جن کو بنی نوع انسان کے لئے نمونہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ حضرت مریم جو حضرت عیسیٰؑ کی والدہ تھیں اور حضرت آسیہ جو کہ فرعون موسیٰ کی بیوی تھیں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

(سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ،١٢)

ترجمہ: اور اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے فرعون کی بیوی کی مثال دی ہے۔ جب اس نے کہا اے میرے رب! میرے لئے اپنے حضور جنت میں ایک گھر بنادے اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچالے اور مجھے ان ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ

(سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ،١٣)

ترجمہ: اور عمران کی بیٹی مریم کی (مثال دی ہے) جس نے اپنی عصمت کو اچھی طرح بچائے رکھا تو ہم نے اس (بچے) میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا اور اس (کی ماں) نے اپنے رب کے کلمات کی تصدیق کی اور اس کی کتابوں کی بھی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔

قرآن پاک کی ان آیات میں عورت کو ایک ایسا مقام دیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مثال کے طور پر دو عورتوں کی دی ہے جو کہ مرد و عورت دونوں کے لئے اسوہ ہے۔ حضرت خلیفہ الرابعؒ اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں کہ "وہ تمام لوگ یعنی خواہ مرد و عورت ہوں جو ایمان لے آئے ان کے لئے خدا تعالیٰ فرعون کی بیوی کو جو ایک عورت تھی آئندہ آنے والے عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے اسوہ بنا رہا ہے۔ اس لئے اگر کوئی یہ کہے کہ عورت مرد کے لئے اسوہ نہیں ہو سکتی تو قرآن کی یہ آیت اس کو جھٹلائے گی۔ بہت سی نیکیوں میں عورت نہ صرف اسوہ ہو سکتی ہے بلکہ ایک ایسی خاص نیکی کا ذکر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام عالم پر نظر ڈالتے ہوئے عورت کو مثال کے لئے چنا ہے جو نبی اللہ نہیں تھی۔ ورنہ سارا قرآن نبیوں کی مثالوں سے بھرا پڑا

ہے اور نبیوں سے بہتر مثالیں اور کیا ہو سکتی ہیں۔ لیکن دو ایسے موضوع ہیں جن پر عورت کو مثال کے طور پر چنا گیا ہے اور ہمیشہ کیلئے بنی نوع انسان کے لئے ماڈل اور نمونہ بنا دیا گیا۔ ان میں سے ایک فرعون کی بیوی تھی۔"

(الفضل روزنامہ الفضل ۱۴ جنوری ۲۰۰۳)

جہاں تک عورت کا خاوند سے رشتہ ہے خصوصیت کے ساتھ قدیم زمانہ میں عورت اپنے خاوند کی مطیع ہوتی تھی اور حضرت آسیہ کا خاوند تو بادشاہ اور وہ بھی فرعون تھا جو کہ خود خدا بنا ہوا تھا اور انتہائی ظالم اور جابر حکمران تھا۔ ان حالات میں حضرت آسیہ نے اپنے ایمان کی حفاظت کی۔ اور اپنے ایمان کے استحکام کی خاطر اپنے رب سے گریہ کرتے ہوئے فریاد کی اور اس کی ذات پر مکمل بھروسہ کیا۔

اس مثال کو بیان کرکے اللہ تعالیٰ مومنوں کو سمجھا رہا کہ ان خوفناک حالات میں رہتے ہوئے حضرت آسیہ نے جس طرح اللہ پر توکل کیا اور اس سے مدد مانگی تو تم بھی اسی طرح اپنے رب پر کامل توکل کرو۔

پھر دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی مثال حضرت مریم بنت عمران سے دے رہا ہے۔ جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی۔

حضرت خلیفہ الرابعؒ فرماتے ہیں کہ:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مومن جو مریم کی شان اختیار کرلیتا ہے اس لئے وہ مریمی شان رکھتا ہے اس میں ہم اپنی روح پھونکتے ہیں۔ تو ہر وہ مومن جو اپنے نفس کی حفاظت کرتے ہوئے ایک ایسی پاکیزگی اختیار کر جاتا ہے کہ خدا کے پیار کی نظر اس کی پاکیزگی پہ پڑتی ہے۔ اس سے جو روحانی اولاد نصیب ہوتی ہے اور اس میں جو روح پھونکی جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی پاکیزگی کے نتیجہ میں اسی کے اندر سے ایک اور ترقی یافتہ انسان پیدا کر دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مرد کو مریم کی طرح بچہ تو نہیں ہو سکتا لیکن روحانی طور پر اس کے اندر سے اللہ کا ایک برگزیدہ انسان پیدا ہو سکتا ہے۔"

(الفضل روزنامہ الفضل ۲۱ جنوری ۲۰۰۳)

دنیا میں عورتیں عموماً کسی نہ کسی کی حفاظت میں ہوتی ہیں مثلاً والدین، رشتہ دار، برادری، اور رسم و رواج نیز انسانی اخلاق اور تقویٰ یا خدا کا خوف بھی ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان میں سے آخری بات یعنی باوجود تمام آزادیوں اور مواقع کے موجود ہونے کے جو عورت محض خدا کے خوف سے اپنی پاکدامنی کو قائم رکھے، خدا کے ہاں اس کو عظیم

الشأن اجر ملتا ہے۔ دوسروں کی عفت رواجی ہے جبکہ اس عورت کی عفت علیٰ وجہ البصیرت اور ایمان و تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ پہلی قسم کی عفیفہ کا جواب حکومت اور معاشرے کو ملنا چاہئے مگر وہ عورت ایک دُرِّ بے بہا ہے جو محض تقویٰ سے اپنی پاکدامنی کو قائم رکھے۔ اور وہ عورت تو دُرِّ شاہوار ہے جو مخالف حالات، ہر طرف بدکاروں کی یورش اور ہیکل میں مَردوں کے درمیان رہنے اور ان کے ماتحت زندگی بسر کرنے نیز باوجود نہایت حسین و جمیل ہونے کے پھر بھی اکیلی شیطان کے لشکر سے جنگ کرتی رہے اور اپنی عصمت کو برقرار رکھے۔ سو مریم صدیقہ چونکہ ایسی ہی تھی اس لئے اس کو بسبب خاص امتیاز کے یہ اجر ملا۔

(ماہنامہ تحریک جدید ربوہ اپریل ۲۰۱۱ از ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

ان آیات کا یہ مطلب ہے کوئی مومن روحانیت میں کامل نہیں ہو سکتا اگر وہ اپنی نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر عاجزی اختیار نہ کرے اور اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ اور توکل نہ کرے۔

یہ صرف چند ایسی خواتین کی مثالیں تھیں جن کا ذکر خدا نے قرآن میں کر کے ہمیں تلقین کی ہے کہ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلیں یہ بھی تو عورتیں ہیں جنہوں نے اتنے نامساعد اور سخت حالات میں اپنے ایمان کو ضائع ہونے سے بچایا اور اللہ پر توکل کیا۔

اللہ اپنے نیک بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا، اپنے خالق پر یقین اور اس کے وعدوں کی تصدیق سے بھرے ہوئے ایسے دل کی اپنے خالق کے ساتھ بے پایاں اور گہری تاریخ ہوتی ہے، جس نے خوشحالی کے وقت اللہ کے حقوق کی حفاظت کی تو اللہ عزوجل نے تکلیف و پریشانی

کے وقت اس کا خیال رکھا اور اس کے دل میں یہ بات گھر کر گئی کہ اگر اللہ کی انسیت حاصل ہو جائے اور خالق کائنات اور آسمانوں و زمین کے خزانوں کے مالک پر توکل ہو تو صحرا کی وحشت ناکی اور ویرانی کا احساس بالکل نہیں رہتا۔ اس نے تنگ دستی اور سختی کے وقت اسے پہچانا ہوتا ہے تو خوشحالی کے وقت بھی اسے پہچانتا ہے، اس کے دل میں مانوسیت الٰہی کا قرار موجزن رہتا ہے جو صحرا کی وحشت کا احساس اس

کے دل میں نہیں ہونے دیتا، اور اسے چٹیل میدان بھی خوف میں مبتلا نہیں کر سکتا کیوں کہ خالق کائنات پر اس کا توکل ہوتا ہے، جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں۔

عورت ہی ہے جس کی گود میں آئندہ نسلیں پروان چڑھتی ہیں اور عورت ہی ہے جو قوموں کے بنانے یا بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح کھول کر عورتوں کے حقوق و فرائض کے بارہ میں فرمایا ہے اور قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں جس طرح تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کے مطابق تربیت دینے کی طرف توجہ دلائی ہے، اگر عورتیں اس ذمہ داری کو سمجھ لیں تو احمدیت کے اندر بھی ہمیشہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا اور پھر اس کا اثر آپ کے گھروں تک ہی محدود نہیں رہے گا، جماعت کے اندر تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا اثر گھروں سے باہر بھی ظاہر ہوگا۔ اور اس کا اثر جماعت کے دائرہ سے نکل کر معاشرہ پر بھی ظاہر ہوگا اور اس کا اثر گلی گلی اور شہر شہر اور ملک ملک ظاہر ہوگا اور وہ انقلاب جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کا علم دے کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے اس تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور اسلام کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے میں

اور جلد از جلد تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنے میں ہم تبھی کامیاب ہو سکتے ہیں جب احمدی عورت اپنی ذمہ داری کو سمجھے، اپنے مقام کو سمجھ لے اور اپنے فرائض کو سمجھ لے اور اس کے مطابق اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرے۔" (جلسہ سالانہ ہالینڈ خطاب از مستورات فرمودہ 3 جون 2004ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 22 جولائی 2005ء)

لجنہ اماء اللہ کا مطلب ہے اللہ کی لونڈی۔ ہم اللہ کی لونڈی ان عظیم خواتین کے نقش قدم پر چل کر بن سکتی ہیں جن کے عمل کی مثال اللہ

قرآن میں دے رہا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ نے مختلف اقوام اور انبیاء کے قصے اس مقصد کے لئے بیان کئے ہیں کہ ہم ان سے استفادہ کریں۔ جن اقوام نے اللہ کے احکامات سے روگردانی کی تو اللہ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا اور جنہوں نے سمعنا واطعنا کہا ان کو اللہ نے کن انعامات سے نوازا۔

شریعت اسلامی نے تعلیم وتربیت کے لئے عورت کے لئے جو پابندی وحدود مقرر کی ہیں ہم ان کے اندر رہتے ہوئے اپنے فرایض منصبی کو ادا کرسکتی ہیں، ہم ان قوانین کو توڑنے کی مجاز نہیں ہیں۔ آج ہمارا معاشرہ بھی ہم سے ان مندرجہ بالا خواتین کے جیسے کردار کا مطالبہ کرتا اور ہمیں ہمارے فرائض منصبی کی طرف جھنجوڑتا ہے۔
اللہ تعالی ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے اسلامی شریعت کی حدود کے اندر محدود ہوتے ہمیں معاشرہ کا مفید وجود بنائے۔ آمین

”احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے لے لئے وقف جدید میں شامل کریں“

(حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

وقف جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے۔ اور سوائے استثناء کے اِلّا ماشاء اللہ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا اور اس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔ اگر باقی دنیا کے ممالک بھی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کریں تو شامل ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ چندے میں بھی اضافہ ہوگا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 2005، مسجد بشارت سپین، خطبات وقف جدید صفحہ 584)

لجنہ اماءاللہ کے جھنڈے پر بنی کھجوروں کے تین درخت کا مقصد اور انکی معنوی اہمیت

محترمہ فوزیہ بشیر صاحبہ، زیورک حلقہ ناصر

میری پیاری بہنو ! کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ کیوں جلسہ سالانہ یا اجتماع کے آغاز میں جماعت احمدیہ کا جھنڈا بلند کیا جاتا ہے ؟ اور لجنہ اماء اللہ کے جھنڈے پر تین کھجور کے درخت ہی کیوں بنائے گئے ہیں۔ آج میں آپ کو جھنڈے کی اہمیت اور ان تین کھجوروں کی علامتی حیثیت کے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہوں۔

جھنڈے کا مقصد کیا ہے؟

جھنڈا محض کپڑے کا ایک ٹکڑا نہیں، بلکہ ایک علامت ہوتا ہے— جو کسی نظریے، جماعت یا تحریک کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس میں معنی، تاریخ اور احساسات پوشیدہ ہوتے ہیں۔

جھنڈا ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ ہم کون ہیں، کس مقصد کے لیے کھڑے ہیں، اور کون سے اقدار ہمیں ایک دوسرے سے جوڑتے ہیں۔

جھنڈے کے چار معنوی پہلو

۱۔ قومی معنی

کسی ملک کا جھنڈا اس کی شناخت، اتحاد اور خود مختاری کی علامت ہوتا ہے۔ اس کے رنگ اور نشانات اس ملک کی تاریخ اور اقدار کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مثلاً سوئٹزرلینڈ کا جھنڈا— سرخ پس منظر پر سفید صلیب— غیر جانبداری، امن اور مسیحی روایت کی علامت ہے۔

۲۔ مذہبی یا نظریاتی معنی

بعض جھنڈے ایمان، روحانیت یا الٰہی پیغام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا لوائے احمدیت اسلام کے پیغامِ امن اور خلافت کے زیرِ سایہ جماعت کی وحدت کی علامت ہے

۳۔ جذباتی معنی

جھنڈا محبت، فخر اور قربانی کا اظہار کرتا ہے۔ جب ہم اسے دیکھتے ہیں تو دل میں وابستگی اور شکر گزاری کا احساس پیدا ہوتا ہے، اور ہمیں ان قربانیوں کی یاد آتی ہے جو ہم سے پہلے اس راہ پر چلنے والوں نے دی تھیں۔

۴۔ علامتی یا اشارتی حیثیت

تاریخ میں جھنڈے Identity کے نشان کے طور پر استعمال ہوتے تھے -میدانِ جنگ یا سمندری جہازوں پر یہ بتاتے تھے کہ آپ کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آجکل کے دور میں بیشک ہمیں جگہ جگہ مختلف جھنڈے تو نظر نہیں آتے۔ لیکن مختلف Logos نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ Migros کا نارنجی نشان یا Mcdonald کا پیلا "M"

لجنہ اماءاللہ کے جھنڈے پر بنی کھجوروں کے تین درخت کا مقصد

میری پیاری بہنو! لجنہ اماءاللہ کے جھنڈے پر تین کھجوروں کے درخت ہیں۔ یہ درخت محض اتفاق نہیں، بلکہ ایک گہری روحانی علامت رکھتے ہیں جن کی بنیاد براہِ راست قرآنِ کریم میں ملتی ہے۔ جس طرح جماعت احمدیہ کے سیاہ جھنڈے کا رنگ استقامت اور عدل کی علامت

ہے، اسی طرح لجنہ اماء اللہ کے جھنڈے پر بنی کھجوروں کے درخت صبر،رزق اور الٰہی برکت کی علامت ہیں۔

ا۔صبر اور استقامت

کھجور کا درخت صحرا میں اگتا ہے—جہاں گرمی، خشکی اور سخت حالات ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ سیدھا، مضبوط اور ثمر آور رہتا ہے۔ یہ مومن کی مثال ہے جو ہر حال میں اپنے ایمان پر قائم رہتا ہے۔ ایک لجنہ ممبر کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ایمان میں مضبوط، آزمائشوں میں صابر، اور نیکیوں میں ثمر آور۔

۲۔رزق اور الٰہی کفالت

قرآنِ کریم میں سورۃ مریم میں کھجور کے درخت کا ذکر کچھ اس طرح ہوا ہے۔

» اور کھجور کی ساق کو تُو اپنی سمت جنبش دے وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گی «۔19:26

یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ کھجور کا درخت الٰہی رحمت اور رزق کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو اسی درخت کے ذریعہ سے تسکین، غذا اور تسلی عطا فرمائی یعنی جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے، اللہ اُسے کبھی تنہا نہیں چھوڑتا .

۳۔جنتی نعمت اور ابدی سکون

قرآنِ مجید سے ہمیں پتا لگتا ہے کہ کھجور جنت کی نعمتوں میں سے ہے۔ لہٰذا کھجور کا درخت آخرت کی کامیابی اور دائمی سکون کی علامت ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دنیا میں ایمان میں استقامت ہی آخرت کے ابدی انعامات کا ذریعہ بنتی ہے۔

۴۔روحانی معنی

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت سات اجوہ کھجوریں کھالے، اس دن اُسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔ صحیح البخاری، حدیث 5445

یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ کھجور کا پھل حفاظت، پاکیزگی اور برکت کی علامت ہے۔ جس طرح کھجور جسم کو طاقت بخشتی ہے، اسی طرح اللہ سے روحانی تعلق ہماری روح کو قوت عطا کرتا ہے۔

تین کھجوریں—تین عظیم خواتین کی نمائندگی

یہ تین کھجوروں کے درخت دراصل ان تین ماؤں کی نمائندگی کرتی ہے، جو ہر احمدی عورت کے لیے نمونہ ہیں۔

1۔حضرت مریم علیہا السلام – *استقامت و صبر* کی علامت: آزمائشوں میں مضبوط۔

2۔حضرت ہاجرہ علیہا السلام – *رزق و برکت* کی علامت: اللہ کی کفالت پر کامل بھروسہ

3۔حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا–*روحانیت و جنتی امید* کی علامت: اللہ سے قرب اور ابدی اجر کی آرزو۔

یہ تینوں مائیں ان خصوصیات کی مظہر ہیں جو ہر لجنہ ممبر میں پائی جانی چاہئیں۔ صبر، استقلال، وفاداری اور روحانی مضبوطی

میری پیاری بہنو! جب بھی آپ لجنہ اماء اللہ کا جھنڈا دیکھیں، تو یاد رکھیں کہ کھجور کا درخت محض ایک علامت نہیں۔ یہ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم ان ماؤں کی خصوصیات کو عملی زندگی میں زندہ کریں۔ اور روزمرہ کے سخت حالات کا ایسے مقابلہ کریں۔ جیسے کھجور کا درخت جو صحرا میں قائم رہ کر بھی سرسبز اور ثمر آور رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق دے۔ آمین

رپورٹ سالانہ اجتماع لجنہ اماءاللہ سوئٹزرلینڈ 2025

نیشنل سیکرٹری تعلیم لجنہ اماءاللہ سوئٹزرلینڈ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماءاللہ سوئٹزرلینڈ کا 39واں سالانہ اجتماع مورخہ 23 اور 24 اگست بروز ہفتہ اور اتوار (Wigoltingen) میں منعقد ہوا۔

اجتماع کا آغاز ہفتہ کے روز صبح 10 بج کر 30 منٹ پر تلاوتِ قرآنِ کریم مع اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد نیشنل صدر صاحبہ نے اردو اور انگلش میں عہد دُہرایا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھا گیا۔ نیشنل صدر صاحبہ نے افتتاحی خطاب کیا۔ آپ نے لجنہ کے عہد کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے محض عہد کو دہرانا نہیں بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہونا ہے۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں ہمیشہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھنا چاہیے اور جماعت احمدیہ کے پیغام کو پھیلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ صدر صاحبہ نے اجتماع کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک کثیر المقاصد (Multi-Purpose event) اجتماع ہے۔ جس میں دینی، روحانی اور تفریحی پروگرامز بھی شامل ہیں۔ اس لیے ہمیں اس میں ضرور شامل ہونا چاہیے۔ صدر صاحبہ نے ہیومینٹی فرسٹ کے بارے میں بتایا۔ بعد میں صدر صاحبہ نے دُعا کروائی۔

دُعا کے بعد باقاعدہ مقابلہ جات کا آغاز ہُوا۔ مقابلہ جات کی ترتیب کچھ اس طرح رہی۔ سب سے پہلے مقابلہ حُسنِ قرأت (گروپ 2) ہوا۔ اس کے بعد مقابلہ اردو تقاریر (گروپ 1) ہوا اور اسی دوران متوازی مقابلہ جرمن تقاریر (گروپ 2) منعقد ہوا۔ اس کے بعد مقابلہ (نظم گروپ 2) ہوا۔ ان مقابلہ جات کے بعد عائشہ اکیڈمی کے بارے میں معلومات فراہم کی گئیں۔ پھر محترم امیر جماعت صاحب نے لجنہ سے خطاب فرمایا جس میں انہوں نے لجنہ کے عہد کا مطلب سمجھایا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بارے میں بتایا جو کہ آپ نے 2011ء میں جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر لجنہ سے فرمایا تھا کہ وہ ضرور پڑھیں۔ جس میں حضور انور نے فرمایا ہے کہ: "تم سب سے بہتر جماعت ہو جو نیکی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں اور اپنے عمل سے دکھاتے ہیں"۔ بعد ازاں وقفہ نماز و طعام ہوا۔

وقفہ کے بعد اجتماع کی دوسری نشست کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم مع اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مقابلہ فی البدیہہ تقاریر اردو، جرمن اور انگلش گروپ 1 ہوا۔ بعد ازاں ایک پریزنٹیشن پیش کی گئی جس پر اوپن ڈسکشن ہوئی۔ جس میں تمام ممبرات نے بھرپور حصّہ لیا۔ اس کے بعد میک اپ کے موضوع پر ایک دلچسپ پریزنٹیشن کی گئی۔

ہفتہ کو کل حاضری 170 تھی، جس میں لجنہ شامل اور بچے شامل تھے، جبکہ ناصرات کی تعداد 26 تھی۔

24 اگست بروز اتوار اجتماع کی تیسری نشست کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے کیا گیا۔ جس کے بعد نظم پڑھی گئی۔ دوسرے دن بھی عہد دُہرایا گیا۔ بعد ازاں باقاعدہ مقابلہ جات کا آغاز ہُوا۔ مقابلہ جات کی ترتیب کچھ اس طرح رہی۔ سب سے پہلے مقابلہ حُسنِ قرأت گروپ 1 کا انعقاد ہوا۔ اس کے بعد مقابلہ اردو تقاریر گروپ 2 منعقد ہُوا اور ساتھ ہی متوازی مقابلہ تقاریر جرمن اور انگلش گروپ 1

ہوا۔بعد ازاں مقابلہ نظم گروپ 1 ہُوا۔ اس کے بعد مقابلہ کوئز ہوا۔جس میں تین ممبرات نے حصّہ لیا۔ مقابلہ فی البدیہہ تقاریر اردو، جرمن اور انگلش ہُوا۔ اس کے بعد صدر صاحبہ نے 30th Anniversary Celebration — Humanity First کے بارے میں ایک پریزنٹیشن پیش کی۔اس کے بعد وقفہ نماز وطعام ہُوا۔

سہ پہر تین بجے اجتماع کی چوتھی نشست کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم مع اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔اس کے بعد ناصرات نے ایک پریزنٹیشن پیش کی جس کا موضوع تھا"پہلی شرط بیعت"۔ رپورٹ اجتماع ناصرات الاحمدیہ اور رپورٹ اجتماع لجنہ اماء اللہ پیش کی گئیں۔ اختتام پر تمام معاونات اور جماعت کے تمام ممبران کا تہہ دل سے شکر ادا کیا گیا جنہوں نے اس اجتماع کے انعقاد میں ہر ممکن تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اتوار کو کل حاضری 162 تھی، جس میں لجنہ شامل اور بچے شامل تھے، جبکہ ناصرات کی تعداد 27 تھی۔

رپورٹ نیشنل تربیتی کلاس لجنہ اماءاللہ سوئٹزرلینڈ

نیشنل سیکرٹری تربیت لجنہ اماءاللہ سوئٹزرلینڈ

محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے سے مورخہ 12 تا 14 ستمبر کو لجنہ اماءاللہ سوئٹزرلینڈ کو نیشنل تربیتی کلاس کے انعقاد کرنے موقعہ ملا۔ 12 ستمبر بروز جمعہ شعبہ ء تربیت نے لجنہ و ناصرات کے لیئے باہمی گپ شپ کے ساتھ ساتھ باربی کیو کا اہتمام کیا ۔ جس میں اس پروگرام میں شامل ہونے والی تمام لجنہ نے بھرپور دلچسپی اور خوشدلی کے ساتھ مدد کی ۔ شعبہ صنعت و دستکاری کے تحت لجنہ کو سلاد اور ساس بنانی سکھائی گئی۔ ایک لجنہ نے مرونڈا بنانا سکھایا اور دو لجنہ نے ناصرات کو Muffins بنا کر دیے جن کو انہوں نے بروز ہفتہ نہایت دلچسپی سے سجایا۔ باربی کیو میں بھی ایک دوسرے کی مدد کی الحمدللہ بہت اچھے ماحول میں ایک دوسرے کے ساتھ گفت وشنید بھی جاری رہی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد اوپن فلور ڈسکشن کی گئی۔

13 ستمبر بروز ہفتہ کو نماز تہجد اور فجر کی نماز باجماعت پڑھی گئیں۔ ناشتہ کے بعد تربیتی پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم ، حدیث، نظم اور عہد کے بعد نیشنل صدر محترمہ ڈاکٹر زیتون قاضی صاحبہ نے آن لائن افتتاحی خطاب کیا جس میں انہوں نے لجنہ کو عہد کی پابندی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی طرف توجہ دلائی اور دعا کروئی۔ اس کے بعد نیشنل سیکریٹری تعلیم اور نائب سیکریٹری تربیت نے مختصر پریزنٹیشنز پیش کیں جن کے موضوع نماز کی اہمیت و برکات، دعا کی اہمیت اور ضرورت تھے۔ لجنہ نے نہایت دلچسپی سے ان پریزنٹیشنز کو دیکھا اور سنا حاضرین مجلس نے ان موضوعات سے متعلق ڈسکشن میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ سوالات بھی کیئے۔ اس کے بعد ایک نومبائع لجنہ نے اپنے احمدیت کی طرف سفر کی تفصیل بیان کی تمام لجنہ

محترمہ ماریہ لینا کے احمدیت کے سفر میں درپیش آنے والی مشکلات کے بارہ میں سنتے ہوئے بہت جذباتی ہوگئیں۔ دوسری نشست کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ اس کے بعد نیشنل سیکریٹری تبلیغ نے جسمانی وروحانی صفائی کے حوالے سے دنیاوی و اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک بہت ہی معلوماتی پریزینٹیشن پیش کی۔ اور ساتھ ساتھ لجنہ کے سوالوں کے جواب قرآن و سنت اور احادیث کے حوالہ جات کے ساتھ دیئے۔ اس کے بعد تربیتی پہلو کو نظر میں رکھتے ہوئے ایک لجنہ ممبر نے تاریخ مذاہب میں خواتین مبارکہ کا مثالی کردار کے موضوع پر ایک مختصر اور انتہائی معلوماتی اور ایمان افروز پریزینٹیشن پیش کی اور خواتین کے توکل علی اللہ اور مذہب کے لئے قربانیوں کے

واقعات کا ذکر کیا۔ جنہیں تمام لجنہ نے بہت دلچسپی سے سنا۔ اسطرح تربیتی کلاس کے پہلے دن کا اختتام ہوا۔ پروگرام کے اختتام کے بعد نوجوان بچیوں کے ساتھ علیحدہ سے ایک نشست رکھی گئی جس میں ان بچیوں کے ساتھ بہت اچھے ماحول میں ان کے مسائل کو سنا گیا اور ان کے حل کے بارے میں بات چیت کی گئی اس کے ساتھ ہی انہیں صبر و تحمل کا رویہ اپنانے کی تلقین کی گئی۔ بچیوں نے ماشاء اللہ بہت تعاون کیا اور پروگرامز کو مزید بہتر بنانے اور باہمی روابط کو مضبوط بنانے کے لئے مشورے دیئے۔

مورخہ 14 ستمبر کو نماز تہجد اور نماز فجر باجماعت ادا کی گئیں۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز دس بجے ہوا۔ تلاوت، حدیث، نظم اور عہد کے بعد معاونہ وصیت لجنہ اماء اللہ نے نظام وصیت کے مقصد اور اہمیت کے موضوع پر پریزنٹیشن پیش کی اور لجنہ کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی اور اس حوالے سے اہم معلومات سے لجنہ کو آگاہ کیا اور انکے سوالات کے جواب بھی دیئے۔ بعد ازاں نیشنل سیکرٹری امور طالبات اور سیکرٹری AMSA نے طالبات کو انکی ماؤں کو سوئٹزرلینڈ کے تعلیمی نظام کے بارے میں مختصر معلومات فراہم کیں۔ 11:40 بجے مربیان سلسلہ کے ساتھ سوال و جواب کی نشست کا پس پردہ آغاز ہوا۔ اس نشست کے لئے لجنہ وناصرات سے پہلے ہی سوالات لے کر مربیانِ سلسلہ کو بھیج دیئے گئے تھے اس کے علاوہ جوابات کی مزید وضاحت کے لئے بذریعہ مائیک لجنہ نے سوالات بھی کئے یہ سیشن ناصرات اور لجنہ نے نہایت توجّہ سے سنا۔ مربیان سلسلہ نے سوالات کے جوابات قرآن و سنت، احادیث، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء اکرام کی تحریرات کی روشنی میں دیئے۔ نیشنل تربیتی کلاس کے چوتھی اور آخری نشست کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ اس نشست میں معاونہ صدر شعبہ رشتہ ناطہ نے باہمی رشتوں کی اہمیت اور ان کے حقوق و فرائض سے متعلق قرآن و سنت، احادیث اور وقتاً فوقتاً خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں تیار کی گئی پریزنٹیشن پیش کی۔ اس کے بعد لجنہ کو بھرپور موقع دیا گیا کہ وہ اس موضوع پر بات کریں تا کہ ان مسائل کی نشاندہی ہو سکے جو حل طلب ہیں۔ اس ڈسکشن میں تمام لجنہ نے خصوصی طور نوجوان لجنہ بہت دلچسپی سے حصہ لیا اور سوالات بھی کئے۔ آخر میں نیشنل سیکریٹری تربیت نے تمام لجنہ کا اور انتظامیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا کہ ان سب کے بھرپور تعاون سے ہی یہ تین روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد ممکن ہو سکا اسطرح اختتامی دعا کے ساتھ نیشنل تربیتی کلاس اختتام پذیر ہوئی۔ اس تین روزہ تربیتی کلاس کے موقع پر نیشنل سیکریٹری صحتِ جسمانی نے ہیومینیٹی فرسٹ کے تیس سالہ قیام کے تناظر میں جاری کوششوں میں لجنہ اماء اللہ سوئٹزرلینڈ کو سیر اور دیگر کھیلوں کے ذریعے حصہ لینے کی طرف راغب رکھا۔ اس میں ہر عمر کی لجنہ وناصرات نے حصہ لیا۔

ایک خاتون نے دوسری سے کہا:

"آج کی مجلس میں سب نے میری چائے کی بہت تعریف کی!"

دوسری بولی: "ماشاء اللہ، چینی کتنی ڈالی تھی؟"

بولی: "بس، جتنی گپ شپ میں میٹھی باتیں تھیں!"

بچہ: امّی، میں نے دعا کی تھی کہ میرا نتیجہ اچھا آئے۔

امّی: ماشاء اللہ، پھر کیا ہوا؟

بچہ: ابھی تو پتہ نہیں، لیکن دعا کے بعد میں نے کتاب بند کر کے خوب سو لیا!

پٹھان: "آج ہمارا جمعے کا نماز قضاء ہو گیا۔"

دوست: "ہو کیسے؟"

پٹھان: "ہم نماز کے لیئے کھڑا ہوا تو امام صاحب بولا، اپنے اپنے موبائل بند کر لو۔ میرا موبائل گھر پر تھا۔ ہم بند کر کے آیا تو جماعت نکل گیا تھا۔

جلسہ کی تیاری

ایک خادم نے دوسرے سے کہا:

"یار، میں جلسہ کے لیے اتنا پرجوش ہوں کہ نیند نہیں آ رہی!"

دوسرا بولا: "بھائی، یہی جوش اگلے دن صفائی ڈیوٹی میں بھی دکھانا، پھر برکتیں ہی برکتیں!"

اِلیکشن مہم کے دوران ایک اُمیدوار نے تقریر کرتے ہوئے کہا: "خواتین وحضرات! جو کل گزر گیا وہ ماضی تھا اور آنے والا مستقبل ہے۔ گزرے ہوئے کل اور ماضی کو بھول جایئے، ماضی کی ہر بات بھول جایئے۔"

سامعین میں سے ایک آواز آئی: "لیکن میرے پچاس ہزار روپے مت بھولنا جو تم نے ماضی میں اُدھار لیے تھے۔"

امیر صاحب نے پوچھا: "بیٹے، تم اجتماع پر کیوں آئے ہو؟"

خادم: "امیر صاحب! کیونکہ یہاں دوست بھی ہیں، کھیل بھی ہیں، اور روحانیت بھی!"

امیر صاحب (خوش ہو کر): "جزاک اللہ، بہت اچھا جواب!"

خادم: "اور کھانے بھی مفت ہیں!"

بائیس کروڑ ایک

ایک استانی نے کلاس کے بچوں کو حسب ذیل باتیں ذہن نشیں کرا دی تھیں: (1) پاکستان کب وجود میں آیا۔ (2) پاکستان کس نے بنایا۔ (3) پاکستان کے دارالحکومت کا کیا نام ہے؟ (4) پاکستان کی کل آبادی کتنی ہے؟ ایک دن استانی نے ایک بچے سے پوچھا "پاکستان کی آبادی کتنی ہے؟"

بچے نے جواب دیا: "بائیس کروڑ اور ایک۔"

استانی نے کہا: "بائیس کروڑ تو ٹھیک ہے مگر یہ 'ایک' کیا ہے؟"

بچے نے جواب دیا: "میری ایک بہن آج ہی پیدا ہوئی ہے۔"

دلچسپ پہیلیاں

ایسا کیا ہے جو چلتا بھی ہے، مگر پاؤں نہیں ہوتے؟

💡 **جواب:** گھڑی ⏰

وہ کیا چیز ہے جو روشنی بھی دیتی ہے، مگر جلتی نہیں؟

💡 **جواب:** چاند 🌙

کون سا پانی ہے جو پینے کے قابل نہیں ہوتا؟

💡 **جواب:** پسینہ 😅

ایسی کون سی چیز ہے جو اوپر جاتی ہے مگر نیچے نہیں آتی؟

💡 **جواب:** عمر (وقت) ⏳

وہ کون سا پرندہ ہے جو ہمیشہ اپنی زبان سے بولتا ہے، مگر کبھی اڑ نہیں سکتا؟

💡 **جواب:** چابی سے چلنے والا طوطا 🦜

ایسی کون سی چیز ہے جو آتی تو ہے، مگر کبھی پہنچتی نہیں؟

💡 **جواب:** کل 🕒 (Tomorrow)

کون سی چیز ہے جو سب لوگ کھاتے ہیں، مگر وہ کبھی ختم نہیں ہوتی؟

💡 **جواب:** نصیحت 😳

گاجر کا حلوہ

6-4 افراد

60-45منٹ

سردی کے موسم میں سب سے مقبول اور آسان **گاجر کا حلوہ** کی ترکیب، جو خوشبودار، مزے دار اور گھر کی عام چیزوں سے بنایا جاسکتا ہے۔

اجزاء

گاجر کدوکش:1 کلو

دودھ:1 لیٹر

چینی:¾–1 کپ (ذائقے کے مطابق)

گھی / مکھن:3–4 کھانے کے چمچ

کھویا:150–200 گرام

الائچی پاؤڈر:½ چائے کا چمچ

بادام / پستہ / کاجو:2–3 کھانے کے چمچ

کشمش:1 کھانے کا چمچ

طریقہ

دیگچی میں گاجر اور دودھ ڈال کر درمیانی آنچ پر پکائیں، ہلاتے رہیں حتیٰ کہ دودھ تقریباً خشک ہو جائے۔

اب گھی / مکھن شامل کریں، 2–3 منٹ بھونیں؛ پھر چینی ڈالیں۔ چینی پگھلے گی تو رس نکلے گا—درمیانی آنچ پر اس رس کو خشک ہونے تک بھونتے رہیں۔ پھر الائچی پاؤڈر اور کھویا شامل کر کے 5–7 منٹ مزید بھونیں، جب تک حلوہ چمکنے لگے اور گاڑھا سا ہو جائے۔ آخر میں میوہ جات اور کشمش ڈال کر مکس کریں۔ آخر میں کٹے ہوئے میوے اوپر پھیلا دیں۔

ٹپس

آدھا کپ کنڈینسڈ ملک شامل کر سکتے ہیں (چینی کم رکھیں)۔ فریج میں 3–4 دن؛ گرم کرتے وقت ایک چمچ دودھ یا گھی ڈال دیں۔